مکاتیب علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ .... بنام ....

ترجمہ وترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

(چوتھی قسط)

﴿ مکتوب:......۶ ﴾

جناب مولانا، صاحبِ فضیلت استاذ سید محمد یوسف بنوری حفظہٗ اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام! آپ کا خط موصول ہونے پر مسرت ہوئی، اور پہلے لاحق ہونے والے مرض سے صحت یابی اور عافیت (کی خبر ملنے) اور مختلف نوعیت کی علمی سرگرمیوں میں انہماک پر خوشی میں اضافہ ہوا۔ میں آپ کو دوبارہ تاکیداً کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالیے، اس لیے کہ علم آپ کی پے در پے قیمتی تحقیقات کا محتاج ہے، (عربی کہاوت ہے کہ) ''بلا انقطاع سفر کرنے والا بالآخر اپنی سواری کو ہلاک کرڈالتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ آپ کو علم اور دین کی خدمت کے لیے کامل وشامل صحت وعافیت کے ساتھ تادیر رکھے۔ بے حد تمنا ہے کہ آپ کے نئے مباحث سے آگاہی ہو، تاکہ باہم گفتگو کا موقع فراہم ہو، لیکن مسافت کی دوری نے اسے نری تمنا بنادیا ہے، اگر آپ کوئی ایسی علمی وتحقیقی چیز چھاپیں تو اپنے اس مخلص کو بھیجنے میں بخل سے کام نہ لیں۔ اخی فی اللہ سید احمد رضا بجنوری کے سامنے میں نے ''**تانیب الخطیب**'' کے معاملے کا ذکر کیا تھا، شکر گزار رہوں گا اگر آپ اس معاملہ کی فکر کرلیں، اگر حالات سازگار ہوتے تو آپ کو اس کتاب کو باشتراک چھاپنے والے کی معاونت کی تکلیف دیتا، اگرچہ کم تعداد میں ہی ہو، تاکہ ناشر کے لیے چھپائی کی تکمیل آسان ہو، کتاب لگ بھگ چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور کاغذ بہت مہنگا ہے، اس لیے قیمت بھی گراں ہوگی، معاملہ اللہ سبحانہ کی طرف سے سہولت فراہم ہونے پر چھوڑ رکھا ہے۔ کافی عرصہ قبل ۱۳۳۳ھ میں دہلی سے چند صفحات میں ''**رد ابن أبی شیبة علی أبی حنیفة**''[1] چھپا ہے[2] اگر بسہولت اس (رسالے) کا ایک نسخہ میسر آجائے تو ازراہِ کرم ارسال کردیجئے گا، آپ کا

پیشگی شکریہ۔ اللہ آپ کی جامعہ کو ہمیشہ ’’مینارۂ ہدایت‘‘ بنائے رکھے، جس سے (کرۂ ارض کے) مختلف اطراف میں صحیح علم کی نشر واشاعت ہو، اور آپ اور تمام اساتذہ کو صحتِ کاملہ وعافیتِ تامہ کے ساتھ، علمی خدمات کی خاطر لمبی زندگی عطا فرمائے۔ میری جانب سے سلامِ محبت اور نیک تمنائیں قبول کیجئے۔ سیدی عزیز بھائی! امید ہے اپنی نیک دعاؤں میں مجھے نہ بھولیں گے۔

مخلص: محمد زاہد کوثری

۲۴؍رمضان ۱۳۶۰ھ

شارع عباسیہ نمبر ۶۳

حواشی

۱:......علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’النکت الطریفة‘‘ کے مقدمے میں ’’رد ابن أبی شیبة علی أبی حنیفة‘‘ کی طباعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ’’کافی سال قبل ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک مغربی عالم مجھ سے ملنے آئے، جو ’’ہلالی‘‘ نسبت رکھتے تھے، ان کا دعویٰ تھا کہ وہ پہلے مالکی اور تیجانی (مغرب کا ایک معروف سلسلۂ تصوف) تھے، اب سلفی اور سنی ہوگئے ہیں، وہ رشک وسرور (کے عالم) میں باور کرا رہے تھے کہ گویا گمراہی سے اب ہدایت کی راہ پر آئے ہیں۔‘‘ آگے موصوف کا قول نقل کیا ہے: ’’ہندوستان میں ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی طباعت کا محرک میں ہی ہوں۔‘‘ میں (علامہ کوثری) نے کہا کہ ’’اگر آپ اپنے مخصوص مقصد کی خاطر کتاب کا ایک باب طبع کروانے کے بجائے (امام ابن ابی شیبہؒ کی) ’’المصنف‘‘ مکمل چھپوانے کی کوشش کرتے تو قابل ذکر کام ہوتا۔ معلوم ہوا کہ میں ایسے عامی دوستوں کی مانند حدیث پر عمل کرنے والا نہیں، جو موضوع میں وارد تمام احادیث کو سامنے رکھ کر تحقیق کیے بغیر اور طبقہ در طبقہ مسلم آبادیوں میں متوارث عمل پر غور کیے بنا ہی کسی ایک حدیث کو لے لیتے ہیں، طرفہ یہ کہ مجھے بعد میں علم ہوا کہ ہندوستان میں (امام) ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ چھپوانے میں کوشاں یہ ملاقاتی حجاز وہندوستان سے اُکتا کر ایک ایسے مقام (المانیا) پر فروکش ہوگئے جہاں انہیں اسلامی مسائل میں بحث ومناقشہ کرنے والا ابھی نہیں ملتا، نہیں جانتا کہ کیا وہ ’’تاجِ اسلام‘‘ اپنے سر سجانے پر قادر ہوجائیں گے؟!۔‘‘ (ص:۷-۹)

یہاں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ’’ابوشکیب محمد تقی الدین ہلالی‘‘ ہیں، جو اپنے گیارہویں جدِامجد ہلال کی جانب نسبت کی بنا پر ’’ہلالی‘‘ کہلاتے تھے، کئی کتابوں کے مؤلف اور اسفار کے شیدائی تھے۔ ۱۳۱۱ھ میں ولادت اور ۱۴۰۷ھ میں وفات پائی، کئی بار خود اپنے حالاتِ زندگی رقم کیے اور اپنی کتاب ’’الدعوة إلی اللّٰه فی أقطار مختلفة‘‘ میں دنیا کے مختلف حصوں میں کیے گئے اسفار کی تفصیلات درج کی ہیں۔

دیکھئے: ’’من أعلام الدعوة والحرکة الإسلامیة المعاصرة‘‘ عبداللہ عقیل (ج:۲،ص:۸۱۱-۸۲۲)، ’’ذیل الأعلام‘‘ احمد علاونہ (ص:۱۷۰-۱۷۱) اور ’’تتمة الأعلام‘‘ استاذ محمد خیر رمضان یوسف (ج:۲،ص:۵۵-۵۶)۔

ڈاکٹر سعود سرحان کا تجزیہ ہے کہ: بظاہر ’’رد ابن أبی شیبة علی أبی حنیفة‘‘ کی اشاعت میں اپنا کردار بیان کرتے ہوئے ہلالی صاحب نے مبالغے سے کام لیا ہے، امید ہے کہ کتاب ۱۳۳۳ھ میں (پہلی بار) طبع ہوئی ہے، جب ہلالی صاحب کی عمر بائیس برس تھی اور اس وقت وہ معاش کے سلسلے میں ’’الجزائر‘‘ میں مقیم تھے، ایسی صورت میں اس کتاب کے چھپوانے میں ان کا کردار بعید از قیاس ہے، ہندوستان کی طرف ان کا سفر ۱۳۴۲ھ میں ہوا تھا۔

۲:......’’مصنف ابن أبی شیبة‘‘ سے ماخوذ اس فصل کا ایک نسخہ حرمِ مکی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

﴿ مکتوب:......۷ ﴾

جناب علامہ، صاحبِ فضیلت سید محمد یوسف بنوری حفظہٗ اللہ

تحیۂ طیبہ وسلام محبت

بعد سلام، طویل انتظار کے بعد آپ کا گرامی نامہ ملا، آپ کی صحت وعافیت اور علمی خبروں (کی اطلاع) سے مسرت ہوئی، اللہ سبحانہٗ سے دعا گو ہوں کہ آپ کو لوگوں کے لیے بہت سی مفید کتابوں کی اشاعت کی توفیق بخشے۔ میری معلومات کے مطابق بکر کے نام سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی بیٹا نہیں، بلکہ ''المعارف'' میں ابن قتیبہؒ کی ذکر کردہ اولاد کے علاوہ ان کی اولاد میرے علم میں نہیں۔ (۱)

''مصنف ابن أبی شیبۃ'' کا چھپنے کے لیے تیار ہوجانا علمی دنیا کی ایک بڑی فتح ہے، رب سبحانہ آپ کو اس کی توفیق سے نوازے۔

اُمید ہے کہ آپ مولانا علامہ مفتی مہدی حسن صاحب (۲) کو ''إحقاق الحق'' (۳) کی پسندیدگی (کے اظہار) پر میرا شکریہ پہنچائیں گے، اللہ سبحانہٗ انہیں اپنی رضا والے اعمال کی توفیق دے۔

میری بڑی آرزو ہے کہ ''سنن ابوداؤد'' اور ''جامع ترمذی'' پر آپ کی قیمتی کتب سے آگاہی ہو، تاکہ آپ کے لبالب چھلکتے علم سے مستفید ہوسکوں، اس میں مجھے بہت لذت حاصل ہوگی۔

اللہ سبحانہٗ کی توفیق سے سید عزت عطار (۴) اور (جامعہ) ازہر کے قریب ''شارع تبلیطہ'' پر واقع ''مطبعۃ الأنوار'' کے مالک سید محمود دسکر کے خرچ پر ''تانیب الخطیب'' کی طباعت مکمل ہوگئی، ''مجلس علمی'' کو ایک نسخہ ارسال کیا ہے، شاید آپ تک پہنچ گیا ہوگا۔ میں نے (مولانا) سید احمد رضا کے نام خط میں ذکر کیا ہے کہ اگر (کتابوں کے) تبادلے کی صورت ممکن ہو تو ناشرین کو بھی کسی قدر سہولت حاصل ہوجائے گی، اور ایسا ممکن نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے۔

امید ہے کہ مولانا حکیم الامت کامل صحت میں ہوں گے کہ ان کی دست بوسی کروں، ان کی بابرکت دعاؤں کا امیدوار ہوں، اللہ آپ کو ہمیشہ صحت وعافیت کے ساتھ رکھے، اور آپ کے ذریعے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔

مخلص: محمد زاہد کوثری

۱۲/ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ

شارع عباسیہ نمبر ۶۳

(رسالۃ ابن أبی شیبۃ فی الرد علی أبی حنیفۃ'' ۱۳۳۳ھ میں دہلی میں چھپا تھا، یہ چھوٹا سا رسالہ ہے، ارسال کرنا ممکن ہو تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔)

حواشی

ا:......علامہ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تفصیل یوں ذکر کی ہے: ''عبداللہ بن ابوبکرؓ اور اسماءؓ، ان کی والدہ قتیلہ ہیں جو بنوعامر بن لؤی سے تعلق رکھتی ہیں۔ عبدالرحمٰنؓ اور عائشہؓ، ان کی والدہ ام رومانؓ بنت حارث بن حویرث ہیں، جو بنوفراس بن غنم بن کنانہ سے ہیں۔ محمدؒ، ان کی والدہ اسماء بنت عمیسؓ ہیں۔ اور ام کلثومؓ، ان کی والدہ بنت زید بن خارجہ انصاریہ ہیں۔'' (المعارف لابن قتیبة،ص:۱۷۲،۱۷۳)

۲:......مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری رحمۃ اللہ علیہ: ان کا نسب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے، حدیث وفقہ کے عالم اور افتاء کے ماہر تھے۔ ۱۳۷۶ھ میں دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ نے طلب کر کے رئیس دارالافتاء کے منصب پر فائز کیا۔ رجب ۱۳۰۰ھ میں پیدائش اور ۱۳۹۶ھ میں وفات ہوئی۔ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''احادیثِ احکام سے اعتناء کرنے والے مشاہیر علمائے ہند میں سے ایک علامہ، محدث ومفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری حفظہٗ اللہ ہیں، انہوں نے دو ضخیم جلدوں میں امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''كتاب الآثار'' کی شرح لکھی ہے۔'' (مقالات،ص:۷۶)

''كتاب الآثار'' کی یہ شرح ''قلائد الأزهار'' کے نام سے ہے، علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے دو جلدوں کا ذکر کیا ہے، اس لیے کہ اس وقت کتاب کی دو ہی جلدیں طبع ہوئی تھیں، مکمل کتاب چار ضخیم جلدوں میں چھپی ہے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے مفتی مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی کے لیے ملاحظہ کیجیے اُن کی تحقیق کے ساتھ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''كتاب الحجة على أهل المدينة'' پر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقدمہ۔

مزید دیکھیے: ''علماء العرب فی شبه القارة الهندية'' یونس سامرائی (ص:۸۶۹و۸۷۰) علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی ''فقه أهل العراق وحديثهم'' پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ وحضرت بنوری رحمہما اللہ کے حواشی (ص:۹۷)، حاشیہ ''العناقيد الغالية'' مولانا عاشق الٰہی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (ص:۶۰) اور ''الجواهر الحسان فی تراجم الفضلاء والأعيان من أساتذة وخلان'' زکریا بن عبداللہ بیلا۔ (ج:۱،ص:۲۰۶، ۲۰۷)۔

۳:......''إحقاق الحق بإبطال الباطل فی مغيث الحق'' علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، پہلی بار ۱۳۶۰ھ میں چھپی اور پھر بہت سے ایڈیشن شائع ہوئے۔ یہ علامہ ابوالمعالی جوینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مغيث الحق فی ترجيح القول الحق'' کا نقد ہے، جس میں مذہبِ حنفی پر تنقید کی گئی ہے۔

۴:......سید عزت عطار حسینیؒ: معروف ناشرِ کتب، اصلاً دمشقی ہیں، مصر کی جانب ہجرت کی اور وہاں ''مكتبة نشر الثقافة الإسلامية'' کی داغ بیل ڈالی، علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور انہیں کتابوں کی نشر واشاعت کے متعلق اپنے تجربات سے آگاہ رکھتے تھے۔

علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ''تانيب الخطيب'' اور ''صفعات البرهان'' انہی کی کوششوں سے چھپیں، ۱۳۷۵ھ میں وفات پائی۔

ملاحظہ فرمائیے: ''الإمام الكوثری'' ''احمد خیریؒ (ص:۴۳) اور ''الإمام محمد زاهد الكوثریؒ وإسهاماتهٗ فی علم الرواية والإسناد'' محمد آل رشیدؒ (ص:۱۶۸)۔

﴿ مکتوب:……۸ ﴾

جناب استاذ جلیل، مولانا سید محمد یوسف بنوری حفظه الله ورعاه وأناله مایتمناه وجعل آخره أولٰی من أولاه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام! آپ کا والا نامہ موصول ہوا، علمی خدمات میں آپ کی جہدِ مسلسل سے مسرت ہوئی، یہ خوشی بڑھ جاتی اگر آپ کا ساتھ حاصل ہوتا اور آپ کی مفید تالیفات اور تحریر کردہ رسائل سے آگاہ ہوتا۔ اللہ سبحانہ علم صحیح اور واضح و روشن سنتِ (نبویہ) کی خدمت کے ساتھ آپ کی طویل زندگی سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے، اور بحث وتحقیق کے میدان میں ہمارے اور آپ کے دل میں صریح حق الہام فرمائے۔

اس ناتواں کے حق میں آپ کے لطیف (وبلند پایہ) کلمات میری تقصیرات سے چشم پوشی کی دلیل ہیں، یہ رضا مند نگاہ کا کرشمہ ہے، میرے منہج پر آپ کی پسندیدگی باعثِ شکر یہ ہے۔ اللہ سبحانہ سے دعا گو ہوں کہ راہِ راست سے ہمیں نہ ہٹائے، ہمیں سیدھے راستے پر گامزن رکھے، ہمارے ذریعے علومِ دین کے حوالے سے اہلِ اسلام کے کلمے کو مجتمع رکھے اور ہمارا خاتمہ بخیر فرمائے۔

عزیز بھائی کو میری وصیت ہے کہ علمی خدمات میں اپنی جان کو ہلکان نہ کریں، (یہ اصول مسلم و) معلوم ہے کہ مشقت میں مبتلا ہوئے بغیر مسلسل کام ہی حکمت کے مطابق ہے۔ آپ کی گراں قدر صحت کی حرص آپ کے علم کے باوجود مجھے اس نصیحت پر آمادہ کر رہی ہے۔ آنجناب اور برادرِ عزیز استاذ (احمد رضا) بجنوری کے ہمراہ ’’شبرا‘‘[۱] میں آپ کی رہائش گاہ میں گزرے حسین دنوں کی یادیں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں، خاص طور پر انگور اور دیگر لذیذ مصری پھلوں کے دن، شاید جنگ کے بخیریت اختتام کے بعد اللہ سبحانہ ہمیں خیر وعافیت کے ساتھ دوبارہ یکجا فرمادے، اسی ذات سے امید ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے اللہ ورسول (ﷺ) کی خاطر باہمی محبت رکھنے والی جماعت میں ہمیں بھی شامل فرمائے گا۔ محترم بھائیوں کو میرا سلامِ محبت پہنچایئے۔ امید ہے کہ قبولیت کے مواقع پر اپنی نیک دعاؤں میں مجھے فراموش نہ کریں گے، میرے لیے تو قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعاؤں کے وقت (اپنے) بھائیوں بنوری وبجنوری کو بھول جانا ناممکن ہے۔

اغلاط درآنے کے اندیشے کی بنا پر میری خواہش تھی کہ ’’تانیب الخطیب‘‘ کو اپنے سامنے چھپواجاؤں، الحمد للہ! یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا، اگرچہ کچھ غلطیاں اب بھی رہ ہی گئیں ہیں، مثلاً: (ص:۱۰) پر درست سنہ ۳۹۳ھ کی بجائے ۳۸۲ھ ہے۔[۲] (ص:۸۲) کے حاشیہ میں تسامح ہوگیا ہے، درست یہ ہے کہ ’’طائی‘‘ پر مشتمل سند کو (علامہ) ابن عبدالہادیؒ نے تاریک کہا ہے، حاشیہ تحریر کرتے ہوئے میرا حافظہ دھوکہ کھا گیا، نیز منشائے ظلمت بھی یہی ’’طائی‘‘ ہے، پھر اس کی تاریکی جانبین میں سند کے دیگر رجال پر اثر انداز

ہوگئی۔ ملاحظہ کیجئے: ''سنن الدارقطنی''(ج:۱،ص:۲۲۵) (۳) ''إحقاق الحق''(ص:۷۰) میں بکار بن حسن کی (تاریخ) وفات سنہ ۳۳۸ھ درج ہوگئی ہے، درست سنہ ۲۳۸ھ ہے۔ (۴)

میرے محترم برادرِ عزیز! اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ آپ کو طویل زندگی عطا فرمائے۔

آپ کا مخلص: محمد زاہد کوثری

یکم جمادی الثانیہ ۱۳۶۱ھ

شارع عباسیہ نمبر: ۶۳، قاہرہ

حواشی

۱:......''قاہرہ'' کا محلّہ، جہاں مصر کے سفر کے دوران حضرت بنوری رحمہ اللہ اور مولانا احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ کا قیام تھا۔

۲:...... یکے بعد دیگرے کتاب کے کئی ایڈیشنوں میں اس غلطی کی تصحیح نہیں کی گئی، امید ہے کہ اگلے طبع میں تلافی کر دی جائے گی۔

۳:......''تانیب الخطیب''(ص:۸۲، طبع قدیم وص:۱۶۲، طبع جدید) کے حاشیہ نمبر ایک میں علامہ کوثری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''(امام) دارقطنیؒ نے ''سنن'' میں ایک حدیث کو اس ''طائی'' کے منفرد ہونے کی بنا پر معلول قرار دیا اور منکر شمار کیا ہے۔'' حالانکہ اس حدیث کو امام دارقطنیؒ نے نہیں، علامہ ابن عبدالہادیؒ نے معلول کہا ہے، مؤلف نے اس مکتوب کے ساتھ ''تانیب'' کے ذاتی نسخے میں بھی اس پر استدراک کیا ہے۔ (دیکھیے: ''تانیب'' کے طبع جدید میں مذکورہ صفحے کا حاشیہ نمبر:۳)

۴:......طبع اول سن ۱۳۶۰ھ۔

﴿ مکتوب:......۹ ﴾

جناب استاذ، صاحبِ فضیلت سید محمد یوسف بنوری حفظہ اللہ ورعاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام، مولانا حکیم الامت کی وفات کی خبر مجھ پر کڑک دار بجلی کی مانند اثر انداز ہوئی ہے، اس عظیم سانحے پر میں آپ سے اور اہلِ علم سے تعزیت کرتا ہوں، اللہ سبحانہ ان کی تربت پر اپنی رضا کی موسلا دھار بارش فرمائے۔ میری نیابت میں مولانا ظفر احمد تھانوی (۱) سے آپ تعزیت کرلیں تو بہت شکر گزار ہوں گا۔

تمنا ہے کہ دونوں اساتذہ کو آیاتِ احکام کی تفسیر (۲) مکمل کرنے کی توفیق ملے، یہ آرزو بھی (دل میں مچلتی) ہے کہ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ اور بدن کو زیادہ مشقت میں ڈالے بغیر- کیوں کہ صحت (کی نعمت) گراں مایہ ہے-''جامع ترمذی'' کی (شرح) کی تکمیل اور بہت سی مفید تالیفات تخلیق کرنے کی کامل توفیق ملے، آپ جیسے (عالم) کو راہ میں بلا انقطاع سفر کرنے والے کے متعلق کوئی نصیحت کرنا نامناسب ہوگا۔

’’تانیب‘‘ کی اشاعت کے بعد میری کوئی کتاب طبع نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی کتاب پر حاشیہ نویسی کے لیے (طبیعت میں) نشاط پیدا ہوا، نیز کاغذ کی بہت زیادہ گرانی (۳) کی بنا پر کوئی ناشر (کتاب کے) چھاپنے کی ہمت نہیں کر رہا۔ اگر استاذ (مولانا احمد رضا) بجنوری اس موقع پر ان کے شریک بن کر مہربانی نہ فرماتے تو ’’تانیب‘‘ کی طباعت بھی ناشرین کے لیے بہت بوجھل معاملہ تھا، (ان ایام میں) میری انتہائی کاوش ’’الإسلام‘‘ اور ’’هدى الإسلام‘‘ (نامی رسائل) میں اہم مباحث کے متعلق بہت سے مقالات لکھنا ہے، البتہ بعض (اہل علم) (۴) کی تردید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر درمیانے سائز کے ۶۷ رصفحات پر مشتمل ایک رسالہ (۵) لکھنا ہی پڑا، آج ہی اس کے آخری پروف کی تصحیح کی ہے اور رسالہ ’’الإسلام‘‘ کے مالک (۶) اپنے خصوصی خرچ پر اُسے شائع کر رہے ہیں۔

اللہ جانتا ہے کہ آپ کی ملاقات کا کتنا شوق ہے اور کتنی لذت ملتی اگر (سننِ) ترمذی وغیرہ پر آپ کی تحریروں کا مطالعہ کر سکتا، لیکن حالات ناسازگار ہیں، ہم اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں کہ یہ جنگ سلامتی کے ساتھ اختتام پذیر ہو، اور آپ کو اللہ سبحانہ کی رضامندی کے مطابق علم و دین کی باتوفیق خدمت کرتے ہوئے کامل صحت و عافیت کے ساتھ طویل زندگی ملے، اللہ تعالیٰ دو بچھڑے ہوؤں کو یکجا کرنے پر قادر ہے، ان شاء اللہ! بوقتِ ملاقات اساتذہ کو آپ کا سلام پہنچاؤں گا۔

آپ کا کارڈ موصول ہونے پر میں نے آپ کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا، جو بظاہر آپ تک پہنچا نہیں۔ امید ہے کہ اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں نہ بھولیں گے اور اپنی صحت اور علمی احوال کی خبریں فراہم کرتے خطوط سے ہمیں محروم نہ رکھیں گے، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مخلص: محمد زاہد کوثری

۲۶ رشعبان ۱۳۶۲ھ

شارع عباسیہ نمبر: ۶۳

(تمنا تھی کہ مولانا مغفور محقق (علامہ انور شاہ) کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ’’التصريح‘‘ (۷) کا ایک نسخہ حاصل ہو جاتا، امید ہے کہ مولانا عثمانی حفظہ اللہ کی ’’فتح الملهم‘‘ کی طباعت کے متعلق بھی آگاہی فراہم کریں گے۔)

حواشی

۱:...... علامہ ظفر احمد بن لطیف عثمانی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ: تفسیر وحدیث اور فقہ، اصول وتصوف کے شناور، ۱۳۱۰ھ میں اس جہانِ رنگ وبو میں آنکھ کھولی اور ۱۳۹۴ھ میں سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے، رشتے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔

ملاحظہ کیجیے: ان کی کتاب ’’قواعد في علوم الحديث‘‘ پر شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقدمہ، ص: ۷ تا ۱۰، ’’تشنيف الأسماع‘‘ محمود سعید ممدوح، ص: ۲۵۸ تا ۲۶۱، حاشیہ ’’العناقيد الغالية‘‘ مولانا عاشق الٰہی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۲۵۰

تا ۲۵۴) اور ''تذكرة الظفر'' از مولانا عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بترتیب مولانا قمر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق رقم طراز ہیں:

''نکتہ رس محدث اور باکمال فقیہ مولانا ظفر احمد تھانوی زادت مآثرہ۔'' (مقالات الکوثری، ص:۷۵)

۲:......حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتبِ حدیث میں فقہ حنفی کے دلائل جمع کرنے لیے اپنے زیرنگرانی مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے ''إعلاء السنن'' تالیف کروائی تھی، حضرت کی تمنا تھی کہ امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی ''أحکام القرآن'' کے طرز پر فقہ حنفی کے قرآنی دلائل بھی یونہی یکجا ہو جائیں، اس مہم کے لیے حضرت نے اپنے متعلقین میں چار جید علماء کو منتخب فرمایا: مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہم اللہ۔ یہاں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب کی تکمیل کے متمنی ہیں جو اس وقت زیرتالیف تھی۔

۳:......کاغذ کی گرانی کا سبب اس زمانے میں جاری جنگ تھی۔

۴:......سابق شیخ ازہر علامہ محمود شلتوت مراد ہیں، جنہوں نے مجلّہ ''الثقافة'' میں عقیدۂ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے انکار پر کئی مقالات شائع کیے تھے، علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی نزول عیسیٰ و دیگر مسائل کے حوالے سے ان کے نقطہ نگاہ کی تردید میں قلم اُٹھایا ہے، مثلاً: شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''موقف العقل والعلم والعالم من رب العالمين وعباده المرسلين'' میں، علامہ سید عبداللہ بن صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ نے ''عقيدة أهل الإسلام فی نزول عيسیٰ عليه السلام'' میں، شیخ عبداللہ بن علی بن یابس رحمۃ اللہ علیہ نے ''الإعلام بمخالفة شلتوت شيخ الأزهر للإسلام'' میں اور شیخ عبدالرحمٰن دوسری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مسلم الثبوت فی الرد علی شلتوت'' میں۔

۵:...... یہ رسالہ ''نظرة عابرة فی مزاعم من ينكر نزول عيسیٰ عليه السلام فی الآخرة'' کے نام سے بارہا چھپا ہے، جمادی الثانیہ ۱۳۶۲ھ میں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تالیف سے فراغت حاصل کر چکے تھے، آگے خطوط میں اس کا مزید تذکرہ آئے گا۔

۶:......استاذ امین عبدالرحمٰن کی جانب اشارہ ہے۔

۷:......''التصريح بما تواتر فی نزول المسيح'' تالیف: علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، جو ان کے لائق شاگرد مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب دادہ ہے، بارہا چھپی ہے۔ سب سے عمدہ طبع حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمے اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات کے ساتھ چھپا ہے۔ شیخ ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے متعلق لکھتے ہیں: ''یہ سب سے عمدہ کتاب ہے جس میں اس گمراہ (قادیانی) فرقے کے عقیدے (انکارِ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام) کی بیخ کنی اور ان کے اعتقاد کی بے نقابی کے حوالے سے احادیث وآثار جمع کر دیئے گئے ہیں۔'' (تراجم ستة من فقهاء العالم الإسلامی، ص:۲۰)

علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری زمانے میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چھہتر احادیث اور پچیس صریح آثار جمع کیے ہیں۔ اس دور میں احادیث وکتب حدیث کی فہارس تھیں نہ کمپیوٹر کا استعمال شروع ہوا تھا، ایسے دور میں احادیث وآثار کا جمع کرنا کوئی آسان کام نہ تھا، اسی لیے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے متعلق لکھتے ہیں: ''انہوں نے قادیانیوں کی تردید میں اپنی کتاب ''التصريح بماتواتر فی نزول المسيح'' تالیف کی تو اس کی احادیث کے جمع وتخریج کے لیے مسانید، جوامع، سنن اور معاجم کی بہت سی جلدوں کا مطالعہ کیا تھا، ساتھ ساتھ ''مسند احمد'' کا از اول تا آخر مطالعہ کیا۔ یہ ایک نادر معمول ہے، آج کل اس پر جماؤ رکھنے والے علماء کم ہیں۔'' (تراجم ستة من فقهاء العالم الإسلامی، ص:۴۸)

(جاری ہے)

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......